اردو کا رواج ٹیپو سلطان کی فوج میں

از جناب محمد حمید اللہ صاحب متعلم بی۔ اے

کتبخانۂ دفتر ہند (India Office Library) میں ۲۶۳۸ء تا ۲۶۵۹ء ایک کتاب کے اکیس[1] نسخے مکمل اور نامکمل دونوں قسم کے ہیں۔ جسکا نام "فتح المجاہدین" ہے۔ اسکے بعض نسخے ان کتبخانوں میں بھی محفوظ ہیں جیسا کہ انکی فہرستوں سے ظاہر ہے:-

Bodleian no. 1903; R :u Supplement p 260;
W. Pertsch Berlin Cat. pp. 134-35.

اتفاق سے اس کا ایک نسخہ حیدرآباد[1] میں بھی دستیاب ہوا جسکے تفصیلی معائینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فوجی اصول و قواعد پر مشتمل ہے۔ فوجی احکام فارسی میں اور جنگی اشعار "اردو" میں مندرج ہیں۔

مولفِ کتاب کا نام زین العابدین ہے دفتر ہند کے نسخے میں "موسوی" کا لفظ بھی زاید ہے[2] اور وہ بہت عرصے تک مدراس اور بالاگھاٹ میں قیام کرنے کے بعد[3] آخر کار ٹیپو سلطان کا مصاحب

---

[1] دار الکتب خلیلیہ ۱۰۵۲ کٹل منڈی حیدرآباد دکن ۔ [2] فہرست مخطوطات فارسی دفتر ہند ۲۶۳۸ء
[3] اسکی ایک اور تصنیف موید المجاہدین بھی کتبخانۂ دفتر ہند میں موجود ہے جس کے دو نسخے ہیں ۲۶۱۹ء و ۲۶۲۰ء

اس کتاب کے دیباچے میں لکھتا ہے کہ سنہ ۱۱ھ میں تیموری سلطنت بعض نوکروں کی "نمک حرامی" کے باعث اس قدر ضعیف ہوگئی تھی کہ اہل مغرب نے جو سواحل ہند کے کوٹھی دار اور تجارت کے بہانے سے ہمیشہ کمین میں رہتے تھے بعض غداروں کو وسیلہ بناکر "ملک گیری" اور "ملک ستانی" شروع کی اور تمام مملکت بنگالہ اور کرناٹک کا کچھ حصہ اور بندرگاہ سورت اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اور حالت یہاں تک ناگفتہ بہ ہوگئی کہ رعایا لوٹی جانے لگی اور مسلمان قیدی چین و افریقہ میں غلام بناکر فروخت کئے جانے لگے۔

اسکے بعد وہ ٹیپو سلطان کی تخت نشینی کو اس ظلم و ستم اور خرابی کا علاج بتاکر بیان کرتا ہے کہ یورپیوں کی جنگ میں برتری اور غلبے کا اصلی راز ان کے توپ و تفنگ میں ہے اسلئے بادشاہ نے توپ خانہ اور طریقہ حملہ اور "سپہ آرائی" میں نظام قائم کیا جن کی وجہ سے انھیں فتح یابی حاصل ہوتی رہی۔ پہلے یورپی فوج کی تعریف اور پھر اپنے بادشاہ کے انتظام کی تعریف سے پتہ چلتا ہے کہ یورپی قواعد ہی کو مناسب ترمیم کے بعد رائج کرلیا گیا تھا۔

دیباچے کے آخر میں لکھتا ہے کہ سنہ ۱۹۶ھ میں راست شاہی حکم پہنچا کہ وہ سلطنت کے فوجی قواعد کو ایک کتاب کی صورت میں مرتب کرے تاکہ یہ "علم شریف و ہنر لطیف" جو ہندوستان میں نایاب و معدوم ہے رواج پاکر اسلامی فوجوں کی فتح کا باعث ہو اسکا آخری جملہ اس سلسلہ میں شروع ہوتا ہے "اولاً پارہ از مسائل آں و برخے از ضروریاتِ دین در مقدمۂ کتاب ذکر کردہ بہ تحریرِ قواعد دیگر پردازد۔"

اسکے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے مگر انڈیا آفس کے مکمل نسخے ۲۴۳۸ کے متعلق فہرست کی تشریح سے مقابلہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کتاب مختصر اور خلاصہ ہے چنانچہ لندن کے نسخے میں پہلا باب "در بیانِ شائل (مسائل Read) عقائد و نماز وغیرہ و شائل (مسائل) منع تنباکو و نمک حرامی و ترکِ جہاد وغیرہ ہے"[1]۔ مگر پیشِ نظر نسخے میں تنباکو کی ممانعت کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس کے سوا

---

[1] یہ ین الواوین عبارت فہرست انڈیا آفس سے منقول ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسخہ بھی اصلی نہیں بلکہ نقل اور غلط نقل ہے ملاحظہ ہو "شائل"۔

انڈیا آفس کا نسخہ ۲۱۵۹ جو صرف اقتباس ہے اس میں پہلے دو صفحے ایک حساب میں ہیں جیسے گر شرعی کہتے ہیں اس کی عبارت یوں شروع ہوتی ہے "چو تعدادِ حروفِ کلماتِ شہادتین بیست و چہار می شود لہٰذا مقدارِ بیست و چہار عرض الخ۔ و آخری بارہ ورق حسابی جدولوں پر مشتمل ہیں۔ اس باب میں اولاً اسلام و ایمان کی تعریف احادیث کے ذریعے کی گئی ہے اس کے بعد اسلامی معتقدات یعنی خدا رسول فرشتے قیامت پیغمبران قضا و قدر وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ پھر مسائل وضو اور مسائل نماز دو عنوانوں کے تحت ان اُمور کے متعلق ایک مجمل بیان تحریر کرتا ہے۔ مسائل جہاد اس باب کا آخری عنوان ہے اسمیں قرآنی آیتیں، احادیث نبوی اور (غالباً) ذاتی خیالات مقدس جنگ یعنی جہاد کے متعلق نقل کرتا ہے ان کے مطالعے سے اس زمانے کی اسلامی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے جب کہ ان کے پاس حکومت تھی اور ان پر ایسا بادشاہ حکمرانی کرتا تھا جو توسیع مملکت کا شائق اور جنگ کا ذہنی تھا۔ قرآن و حدیث شریف کو جیسا کہ ہر بلیغ عبارت میں ہوتا ہے، مؤلف کتاب بھی تاویل و توضیح کے ذریعے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔

اس کے بعد چند سیاسی جرائم کا تذکرہ کرتا ہے کہ سازش اور خیانت وغیرہ وغیرہ کی کیا سزا ہے پھر شرعی جرائم اور گناہوں کا اور آخر میں کسی بادشاہ کی نااہلیت اور وفاداری سلطنت کے مسائل پر اس باب کو ختم کرتا ہے (یہ ۴۵ صفحوں میں آیا ہے ہر صفحے میں دس سطریں ہیں۔ خط بہت جلی ہے۔ تقطیع چھوٹی ہے)

انڈیا آفس کے نسخے میں دوسرا باب " در بیانِ فالنامۂ اذنِ علی و اسماے نو منقری برائے تقسیم حساب و لفظ وزن و تعداد منقری الخ" ہے مگر پیش نظر نسخے میں یہ باب سرے سے غائب ہے۔

باب سوم تدابیر حرب کے بیان میں ہے۔ اور باب اوّل کے بمقابل بہت مختصر ہے چنانچہ صرف ۱۴ صفحوں میں آیا ہے مگر اس سے زیادہ اہم اور دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے اصولِ جنگ کیا تھے فوج کو کس طرح آراستہ کرنا چاہیے، جنگل یا میدان یا پہاڑ یا چشمہ مقامِ جنگ ہوں تو آراستگی میں کیا تفاوت ہوتا ہے، توپ و بندوق سے کس طرح مناسب کام لیا جا سکتا ہے۔

"جنگ صعب" اور "جنگ قزاقی" کب اور کس طرح کرنی چاہئیے۔ شب خون دشمن کی فوج کے میدان میں خیمہ زن ہونے کے وقت کرنا کیوں مفید ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؛ دشمن کی فوج زیادہ ہو تو کس طرح مقابلہ و مقام کرنا چاہئیے اور کم ہو تو کن باتوں سے خبردار رہنا ضروری ہے؛ سوارہ فوج کہاں رہے اور فوج کی کس طرح تقسیم ہو؛ کوچ کا طریقہ اور اس کی ضروریات اور قابل لحاظ باتیں؛ افسر اعلیٰ موقع و محل کا خود معائنہ کرکے اس علم سے جنگ میں کسطرح فوج کی رہنمائی کرے؛ ہوا کے رخ کا جنگ کے وقت لحاظ؛ افسر اعلےٰ کے قتل پر اس کی فوری جانشینی اور بلا تاخیر جنگ کا جاری رکھنا؛ قلعہ بند ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہئیے؛ پسپائی اور واپسی؛ سپاہ کی تعداد میں کمی و زیادتی اور دشمن کی تعداد کے لحاظ سے جنگ شروع کرنے کا وقت؛ جاسوسی یا جنگ کی ابتدا خود نہ کرنی چاہئیے؛ قلعہ شکنی میں اولاً کن حصوں پر گولہ باری ہو وغیرہ۔

باب چہارم "حکم نامہ بنام سرنجشی و متصدیان تعلقہ کچہری حضور" میں ہے۔ انڈیا آفس کے پہلے نسخے میں "وغیرھا" زاید ہے اور ۲۴۶ میں "بنام سپہ دار وغیرھا" ہے۔ اس باب میں اولاً نمک حرامی کے اقسام بتاکر ممانعت کی گئی ہے کہ حکام ان سے باز رہیں اور اپنے ماتحتوں پر بھی نگرانی رکھیں۔ چنانچہ سپاہیوں کا "چہرا" یعنے حلیہ لکھنے اور ماہ بماہ تنخواہ تقسیم کرنے، پریڈ اور قواعد کے ذریعے سپاہ کو مستعد رکھنے اور سامان حرب و ضرب کی نگہداشت اور اسکے ہتیار رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ سامان حرب و ضرب توپ اور گولہ بارود کے علاوہ بندوق اور "قطار وطرنک وغیرہ" کی نگرانی ہو اور ٹوٹی پھوٹی چیزوں کی مرمت سرکاری کارخانے میں فوراً کرائیں۔

فوجی اصطلاحات میں فارسی الفاظ کے رواج کا حکم، اور "امرونہی ایزدی و احکام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا جو ترجمہ عربی سے کرایا گیا ہے اس پر عمل و رواج کا خیال رکھیں۔ اور خلاف ورزی پر فوراً سزا دیں۔

اس کے بعد سام (پریڈ یا قواعد) کا ذکر ہے جس کے ابتدائی حصے کی نقل غیر دلچسپ نہ ہوگی۔

ہوشدار

استاد دمک
صفین یک یک راست پشت گرد
چپ پشت گرد
دہ و پنج گام رد

رو (یعنی متفرق ہوجاؤ) صفین ملحق چپ گرد راست گرد راست بزن بدستور وغیرہ وغیرہ۔ جلد قدم آہستہ قدم قدم بزن باشش برابر راست ہیں اور اسی قسم کی چند اصطلاحات ہیں جو غالباً فرانسیسی یا انگریزی کا ترجمہ ہیں۔ ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ بعض ترکی الفاظ بھی مروج ہیں مثلاً قاشلق، جوق۔ بعض الفاظ مثلاً دمک، قشون، تیپ، چمان، کا مفہوم پوری قواعد کا گہرا مطالعہ کرنے پر کوئی فوجی قواعد داں سمجھ سکتا ہے۔

ہر قسم کی فوج کے لئے علیحدہ علیحدہ قواعد تھے قواعد چلیپا رنگروٹوں کے لئے ہے قواعد غیرا و قواعد مقرری گردش، گشت، جنگ دو بازو (جن کی تین قسمیں ہیں) جنگ دو طرف، قواعد توپ (جس میں پرکن اور سرکن اچھے الفاظ ہیں) قواعد چہار توپ، قواعد نیزہ، قواعد شمشیر، اور باب قدم ہیں پورے احکام بریڈ موجود ہیں مگر ان سے اس وقت زیادہ بحث غیر ضروری ہے۔

اس کے آگے یزک دار، دفعدار، جمعدار، سرخیل، جوقدار، رسالہ دار، سپہ دار، بخشی و منصبدی لکھے گئے ہیں جن میں ان کے فرائض کی تشریح کر کے قصور اور سزا کی مقدار کا بھی تذکرہ ہوا ہے سب سے چھوٹا عہدہ یزک دار اور سب سے بڑا سپہ دار ہے اور درجہ بدرجہ ترقی مل سکتی ہے۔ اور قاعدۂ تبدیل یزک (پہرہ) اور قاعدۂ کیوانِ اول اور قاعدۂ تبدیل منقلا (گارڈ) اور قاعدۂ چاشت و شان (یعنی صبح و شام) کی پوری تفصیل ہے پھر ایک دلچسپ عنوان ہے جو پورا پورا نقل کیا جاتا ہے یہ محافظ و رہگزروں کے متعلق ہے۔

"قاعدۂ سوال و جواب یزک دار و مردم رہگذر"

سوال کیست؟

جواب سرکار!

سوال کے سرکار؟

جواب حیدری سرکار!

سوال کے جوق

جواب فلاں جوق (فلاں کی جگہ نام لینا چاہیئے)

تعطیل اور جنگ کے وقت حفاظت و نگرانی، اور رخصت کے احکام اور سزا کے بعد یہ باب ختم ہوتا ہے۔

۵ واں باب تفویض خدمات میں ہے یعنی ترقی و تقرر۔ اس سلسلے میں بیان ہوا ہے کہ ہمیشہ ترقی ایک دم نہ دینی چاہیئے بلکہ یزک دار کو دفعدار، پھر جماعدار، پھر سرخیل، پھر جوقدار، پھر رسالہ دار، پھر سپہ دار پھر سپہ سالار یعنی دو تین سپہ داروں کا حاکم بنانا چاہیئے۔ لائق سرخیلوں کو بساقچی اور بساقچی گری کے بعد جوقدار بنانا مناسب ہے اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی عمدہ مدبر شجاع کیوں نہ ہو اسکو یکدم بڑے عہدے پر ترقی نہ دینی چاہیئے بلکہ درجہ بدرجہ لیکن جلد جلد ترقی دیجا سکتی ہے۔

رخوت (یونی فارم) سلام، رخصت (اختتام پریڈ) کے بعد "سرکردن توپ ہائے خوشی" کا بیان ہے کہ عید رمضان، ذیحجہ، اور اپنی جماعت کی فتح پر گیارہ توپ، شاہی فتح پر ایک سو ایک دفعہ! غروب آفتاب کی دروازے بند ہونے کے وقت کی اور طلوع آفتاب اور دروازے کھولنے کی اطلاع میں ایک ایک توپ چلائی جاتی تھی۔ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ اپنے سے صرف ایک درجہ کم یا زائد کے عہدہ دار کے ساتھ ملکر کھانا کھا سکتا تھا۔ اس سے زیادہ پر تنبیہ کیجاتی تھی۔

اس کے بعد ایک انڈکس ہے جس میں انگریزی یا فرانسیسی فوج کے مروجہ اصطلاحات کا ترجمہ جو سلطانی فوج میں بطور مرادف استعمال کیا جاتا تھا، مندرج ہے جس سے بہت مفید معلومات ہوتی ہیں۔ نستعلیق حروف جو ذیل میں ہیں اصل میں سیاہ ہیں اور نسخ یعنی عربی سرخی سے تحریر ہیں:—

اسمائے صاحب خدمات وغیرہ

قشون	ٹکری
سپہ دار	سردار ٹکری
رسالدار	کمندان
جوقدار	صوبدار
سرخیل	جماعدار
جماعدار	حوالدار
دفعدار	نایک
یزک دار	سپاھی
یساقچی	اجیٹن (مراد اجٹنٹ)
سریساقچی	جنرل اجیٹن
سام گاہ	پریٹ (مراد پریڈ)
منشور	وردی
منقلا	کاٹ (مراد گارڈ)
رسالہ	بٹالر (مراد بٹالین)
جوق	کمپنی
یزک	پھرہ
نشان	پرول (یعنی واچ ورڈ)
منقلای پیش	میکاڈ ۔ (وین گارڈ)
منقلای عقب	ریرگارڈ

کیوان	رونڈ
کیوان اول	گرائنڈ رونڈ
کیوان دوم	رجیٹ رونڈ
کیوان سیوم	پٹ رونڈ
سام	کمان (کمانڈ) یعنی قواعد یا پریڈ
ثریا	فیل (غالباً فائل)
کہکشاں	لام (غالباً لائین)
نجم	کوت (کوارٹر گارڈ)
نوآموز	الیٹ بٹن؟
چاشت	(۵ گھڑی دن نکلنا) شام (۲ گھڑی رہی شام)
معلم دفعدار	ڈیل نایک
معلم جمعدار	ڈیل حوالدار
طنبور	——
نے	——
سنج	جھانج
طنبورچی	——
نے نواز	——
سنجی	غالباً سنج چی ۔

دارالشفا برائے مجروح و بیمار
نان پروشی (وظیفہ معذورانِ جنگ)

انڈیا آفس کے نسخے میں ۶ و، ۷ و ۸ ویں بابوں میں توپ خانہ، سوارہ فوج، اور پیادہ فوج کے

احکام درج ہیں ۔ مگر ہمارے پیش نظر نسخے میں ان کے لئے مستقل باب تو نہیں البتہ ۵ ویں باب میں ضمنًا ان کا تذکرہ اِدہر اُدہر آگیا ہے ۔ ان کے سوا اس میں آخری دو صفحے (جو ۱۴۰ ویں ورق پر ختم ہوتے ہیں) سانپ کے زہر کا علاج لکھنے میں صرف ہوئے ہیں ۔ یہاں پر یہ نسخہ ختم ہو جاتا ہے جو حقیقت میں اصلی نہیں بلکہ ایک نقل ہے جیسا کہ املائی غلطیوں سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ بہت سے اور بھی نسخے ہیں ایکی سے ۲۷۵۵ اور ۲۷۵۹ کے آخر میں "ریختہ غزلیں" ہیں ۔ ان کے متعلق فہرست میں جو انگریزی نوٹ ہے اُس کا اقتباس درج اور ترجمہ کیا جاتا ہے :-

No. 2755 incomplete.

........Beyond this the copy is a mere labyrinth; on fol. 73^b-77^b there appears Rekhta Ghazals for the various times of the day, with reference to soldiers' duties; on ff. 78-90 miscellaneous matters referring to the same, written by other hands in almost illegible Shikista.

نسخہ ۲۷۵۵ ۔ ناکمل ۔

.... اسکے سوا نسخہ محض ایک معمہ ہے! ورق ۷۳ ب سے ۷۷ ب تک چند اردو غزلیں نظر آتی ہیں جو دن کے مختلف اوقات سے متعلق ہیں اور ان میں سپاہیوں کے فرائض کا بھی تذکرہ ہے ۔ اوراق ۷۸ سے ۹۰ تک ایسا انھیں کے متعلق مختلف امور بالکل غیر واضح شکستہ خط میں ہیں جو ایک نئے ہاتھ کی تحریر ہے ۔

No. 2756 incomplete.

........On fol. 59^b sq. some Rekhta verses. There is obviously a large lacuna on fol. 34^b where suddenly quite a new handwriting commences.

۲۷۵۶ ۔ ناکمل

ورق ۵۹ ب مربع میں چند اردو اشعار ہیں ۔ اور ورق ۳۴ ب پر بظاہر ایک بڑی جگہ سادہ ہے جس کے بعد سے یک بیک ایک نیا خط شروع ہوتا ہے ۔

یہ اشعار ہمارے نسخے میں انڈکس کے بعد ورق ۴۴، ب سے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی نقل سے پہلے ایک بات بیان کرنی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ یہ اشعار اصلی ہیں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ بعد میں اضافہ کیے گئے اسکے کئی وجوہ ہیں۔ اول تو یہ کہ انڈیا آفس کا مکمل نسخہ اصلی نسخہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک نقل ہے اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ اصل سے نقل ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اس میں اردو اشعار کے نہ ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ اصلی نسخے میں بھی نہ تھے۔ جن دو نسخوں میں اردو اشعار ہیں ان کے دیکھنے کا اگرچہ موقع نہیں ملا لیکن انڈیا آفس کی فہرست میں اڈیٹر نے جو عبارت لکھی ہے اور جو اوپر نقل کی گئی ہے اس پر غور کرنا چاہیے۔ ۲۷۵۵ء میں یہ کہیں بیان ہوا ہے کہ اردو اشعار الگ خط کے ہیں بلکہ انکے بعد کچھ اور باتیں جو اسی قسم کی ہیں دوسرے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ دوسرے نسخے میں اگرچہ یہ بیان ہوا ہے کہ ۴۳ ویں ورق سے خط بدل گیا اور اس طرح ضمناً اردو اشعار کے خط کا بھی ابتدائی حصے سے مختلف ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اردو اشعار ۵۹ ویں ورق پر ہیں اور نیا خط ۴۳ ویں ورق سے شروع ہوتا ہے۔ اگر اردو اشعار بعد کے سمجھے جائیں تو اس تمام حصہ کو بھرتی کا سمجھنا چاہیئے جو نئے خط کی ابتداء سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کے کاتب کو اصل کتاب کا کوئی مکمل نسخہ نہیں ملا۔ پہلے جتنا حصہ ملا نقل کر لیا۔ اسکے بعد اس کے کسی جانشین کو جب اس کتاب کا کچھ اور حصہ ملا جو اس کے پاس کی کتاب میں نہ تھا تو اسنے احتیاط تھوڑی جگہ سادہ چھوڑ کر باقی حصہ نقل کر لیا۔

اسکے برخلاف ہمارا نسخہ اصل شاہی نسخے کی نقل معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے صفحہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوپر ایک مہر کی نقل ہے جو اس طرح ہے:-

۵۱۲۱ ٹیپو سلطان

اس مہر کے برابر ۱۲۱۵ء لکھا ہوا ہے جن کا منشاء معمہ ہے[1]۔ اس کے سوا اصل کتاب کی

---

[1] ٹیپو سلطان نے سنین کے متعلق طرح طرح کی جدتیں دکھائی تھیں۔ ان پر مولانا حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب نے اپنے مضمون "سکہ جات ٹیپو سلطان" میں (جو اسی اشاعت میں درج ہے) کافی روشنی ڈالی ہے۔ "مجلہ"

تصنیف سنہ ۱۱۹۶ھ کی ہے اور ہمارا نسخہ سنہ ۱۲۰۰ھ میں نقل کرایا گیا ہے (جو اصل نسخے کی تصنیف شروع ہونے کے صرف چار برس بعد کا ہے) چنانچہ ابتدائی صفحہ پر کتاب کے نام کے نیچے یہ عبارت ہے:—

"در میلاپور[1] بمعرفت دلیر جنگ بہادر بتاریخ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۰۰ ہجری نویسانیدہ شد"

اس صفحہ پر تین مہریں ہیں جو مٹی ہوئی ہیں مگر خوردبین سے واضح ہوتا ہے کہ ایک پر [بہا ۱۲۶۰ در کتاب عماد الدولہ] ہے جو ویسے بھی ذرا سے غور سے پڑھا جاتا ہے دوسری پر [عبد الوہاب خان] نظر آتا ہے سنہ میں یہ کچھ (۶۶) سا پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کے سوا تیسری سب سے اہم مہر مجھ سے پڑھی نہ جاسکی۔ اندیا آفس میں ٹیپو سلطان والی مہر کے باز وایک اور اسی قسم کی مہر ہے جس کے پڑھنے کیلئے ایک اچھی خوردبین کی ضرورت ہے — مگر یہ بیرونی باتیں ہیں۔

اندرونی ثبوت میں چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

اولاً اردو اشعار کی زبان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ٹیپو سلطانی عہد سے زیادہ بعد کی نہیں جیسا کہ ناظرین پر بھی جب اسی عہد کے اردو اشعار کا مطالعہ کریں گے تو واضح ہو جائیگا۔ (ملاحظہ ہو اردوئے قدیم از حکیم سید شمس اللہ قادری)

دوسرے یہ غزلیں اسی خط میں ہیں جس میں باقی کتاب تحریر ہوی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اردو غزلوں کے آخر میں "نام ہای دوازدہ ماہے" کی سرخی سے یہ بارہ مہینے ہیں "احمدی، بہاری، جعفری، دارائی، ہاشمی، واصلی، زبرجدی، حیدری، طلوعی، یوسفی، ایزدی، بیاضی" اسی عہد کی بعض کتابوں کے آخر میں جن کا تذکرہ فہرست کتبخانہ انڈیا آفس میں منظر سے گزرا ٹیپو سلطان کا نام اور اس کے بعد حکم کی تاریخ میں یہی مہینے لکھے ہوئے ہیں اقتصادی ضروریات سے شمسی مہینوں کے رواج کی ضرورت تھی اور مسیحی مہینوں کی بجائے یہ مہینے منظور کئے گئے۔ (اسی سلسلے میں حیدرآباد کے فصلی مہینوں کے متعلق اشارہ کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ حیدرآباد میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔)

---

[1] میلاپور مدراس میں ایک محلے کا نام ہے اور یہ کتاب مدراس ہی سے حیدرآباد آئی ہے۔

چونکہ یہ آخری باب ۵ انھیں اشعار کے بعد ہے اور اسی ورق پر ہے جس پر کئی ایک غزلیں ہیں اسلئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جب یہ مہینے سلطانی سلطنت میں مروج تھے تو ان فوجی غزلوں کے رواج کو بعید از قیاس نہیں سمجھا جا سکتا خصوصاً ہمارا نسخہ ٹیپو سلطان کی وفات سے کوئی چودہ سال قبل نقل ہوا ہے۔ فارسی کی بجائے اردو اشعار کی غالباً یہ وجہ ہے کہ اس زمانہ میں سرکاری زبان فارسی تھی لیکن ملک میں اردو خوب مروج تھی اور سپاہیوں میں سے اکثر کی مادری زبان تھی۔

فوجی گانوں میں جو بیتیں سب سے زیادہ مستعمل تھیں وہ یہاں نقل کیجاتی ہیں۔

غزل - وقت آہستہ قدم - پشتو

ملکِ ہندوستان میں جس کا وہی سلطان ہے غرق جس کے آبِ خنجر میں فرنگستان ہے

کیا ہے نسبت جاہ و حشمت میں سکندر سیں تجھے بارگاہِ قدر کا دارا تیرا دربان ہے

ہے وہی انسانِ کامل جسمیں ہو معنی کی بو نقشِ دیبائی و گرنہ صورتِ انسان ہے

مذکورہ بالا غزل غالباً آہستہ روی کے وقت بجائی جاتی تھی اور مندرجہ ذیل تیز روی کے وقت:—

غزل - وقتِ جلد قدم - ہندول

بجا ہے کہئے اسی کو شہ خواص و عام کہ جس کے رعب سیں لرزاں ہے آفتاب مدام

لقب ہوا اسے سلطانِ دیں اسی خاطر کہ ہے مروجِ شرع اور حامئی اسلام

جہاد یہاں تئیں رائج کہ عہد میں جس کے نہ کھی تیغ کبھو خواب میں بھی روئی نیام

غالباً نیزوں سے لڑائی کے وقت بجائی جاتی تھی:—

غزل - وقتِ ضربِ سنان - جنگلہ

یا الٰہی رہے تا حشر وہ سلطانِ جہاں جس کے ہے عدل سیں سرسبز گلستانِ جہاں

سر نوشت آیۂ فتح است علم کے جس کے | کیوں نہ دیں باج اُسے جملۂ شاہانِ جہاں
حیدری رسم کو احیا کرے عالم جو کوئی | ہے بجا کہئے اگر اُس کے تئیں جانِ جہاں

صبح سویرے یہ غزل بجتی تھی:—

فرنگ و زنگ تری تیغ سے کیوں نہ لرزاں ہو | کہ جھکے خوفِ دم سیں برق ہر دم پا بہ داماں ہو
دعا کرتا ہے ہر یک مور جس وادی میں تو گزرے | کہ یا رب یہ جہاں داور زمانہ کا سلیماں ہو
لبِ ہر ذرہ سیں یہ لفظ نکلے ہے بصد آمیں | فلک پر مہر ہے جب تک زمیں پر ٹیپو سلطاں ہو

مذکورۂ ذیل کی غزل فوج کے بدلنے کے موقع پر بجائی جاتی تھی:—

غزل وقتِ تبدیلِ منقلا پنج گھڑی روز ماندہ ۔ توری ۔

بلبل ثنا کرے ہے جب گل کی گلستاں میں | میں خلق کا تیرے وصف کہتا پھرو جہاں میں
گر یادِ خلق تیرا گزرے چمن کے دل پر | ہر خار بار لاوے صد دستہ گل خزاں میں
طاقِ بلندِ نسیاں ہے جا ہی نامِ کسریٰ | شہرہ ہوا تیرا عدل از بسکہ اب جہاں میں

یہ رباعی صبح میں بجائی جاتی تھی:—

رباعی وقتِ نشان بجہ من روز گزشتہ ۔ سارنگ

روشن ہے تیرے سیں اب چہ ماچیں وچہ زنگ ای بہو جمال
انگشت نما ہے تیغ تیری در شہر فرنگ مانند ہلال
او دے تیرے عدل سیں یہ صورت جگے میں بے رنگ گذاف
پالے ہے بغل میں اپنے آئینہ کو سنگ فرزند مثال

غزل وقتِ نشاں یعنی دو گھڑی روز باقی ماندہ ۔ کوری

خلق تیرا کرے جو عطاری | آوے یوسف پئے خریداری

ہجر کی رات دیدۂ عاشق | تجھ میں تیرے سب کی بیداری
اوٹ گیا اب جہاں سیں نامِ خراب | ہے تیرے عدل کی یہ معماری

غزل وقتِ توپ شب یک پاس گذشتہ می زنند۔ کلیان

ازل سے ہو جو مستثنیٰ بظلِّ الٰہی | اُسی سے سیکھے فریدوں رسمِ جمجاہی
رہے نہ یوں بر خورشید میں قبای فلک | جو چست ہے تیرے جامہ پو خلعتِ شاہی
الاہی جب تئیں قائم ہے آسمان و زمین | مطیع حکم ہو اُس کا ز ماہ تا ماہی

خوشی اور مسرت کے وقت یہ اشعار بجائے جاتے تھے۔

غزل۔ در وقتِ سرور و فرحت۔ پوربی

نہ دیکھے خواب میں روئے زوال ظلِّ سبحانی | اگر خورشید سیکھے تجھ سے آئینِ جہاں بانی
مجسّم ہو تیرا گر حسنِ خلق اے آیۂ رحمت | نکالے یک گریباں تجھ سے سر با ماہِ کنعانی
الٰہی یہ شہ انجم حشم گردش سیں گردوں کے | نہ ہو خورشید کے مانند گاہے جبیں بہ پیشانی

کسی کو بطورِ سزا تشہیر کرایا جاتا تو اس کے ساتھ یہ ڈھنڈورا پیٹتا۔

غزل۔ در وقتِ تشہیر مردِ گنہگار۔ یمن

ذات میں تیرے ہے قائم عدل اے جمجاہ و بس | حکم میں تیرے ہے نکلا عدل کے دل کا ہوس
عدل کے شحنہ سے تیرے اے شہ بیدار بخت | خواب شیریں خوش کیا ہے خانۂ چشم عسس
کہ عدو پاوے اماں تجھ تیغ سیں کاٹے ہی جب | زندگی اپنی کے رونا لہی میں مثلِ جرس
تیری

غزل۔ وقتِ تشہیر زنِ گنہگار۔ دھناسری

بہرام ہراساں ہے تیرے خنجر میں بر چرخِ دو رنگ | چمکے ہے درخشش تیرے گرد و فر میں اصفندِ جنگ

تجھ تیغ کا اب گرچہ درکشورِ ہند ہی موج میں لنگ
تو نیزہ گذر گیا ہے پانی سرسیں درملکِ فرنگ

کوچ کے لئے سپاہیوں کو جمع کرنے کی آواز میں یہ بجتا تھا:—

غزل۔ در وقت طنبورِ اوّل کوچ۔ شام کلیان

ہے تیرا بندۂ فرمان نہ تنہا بہرام
حلقہ در گوش پے ہے چرخ مہ نو سے مدام

مشتری دام کرے اُس سے سعادت دائم
کوکب بخت کا تیرے جو ہو کیوان غلام

ابلق چرخ تیرے حکم پہ کیونکر نہ پھرے
کہ ازل سے تیرے کف میں ہی زمانہ کا زمام

غزل۔ در وقت طنبور دویم کوچ۔ للت

تاباں ہے برج اوج میں وہ آفتاب آج
خورشید جس کی شرم سیں ہے آب آب آج

ہو نغمہ تابِ آتشِ فردا اگر عدو
شمشیر سیں تیرے پے یک قطرۂ آب آج

رائج ہے طبع سیں تیری از بسکہ راستی
زلفِ پری رخاں سیں اٹھا پیچ و تاب آج

تیسری آواز پر دو مخمس بجتے تھے:—

ہے علم داروں میں تیرے چرخِ اطلس خام ایک
نیزہ داراں کی تیرے سیں ہے بہرام ایک

بزمِ ہمت کا تیرے ہے مہرِ زریں جام ایک
ہفت مدبر ہے تیرا مدّ العلم ایک

الغرض عالم میں ہے تو داورِ ایام ایک

پنجۂ ہمت تیرا جب سیں سخا آئیں ہوا
کوہ کے دامن سیں دامن آز کا سنگیں ہوا

عدل کا شہرہ تیرا از چین تا ماچین ہوا
جلوہ آرا ہند کا ایسا جو ماہِ دین ہوا

کیا عجب گر بعد ازاں ہووے جو صبح و شام ایک

منتشر سپاہیوں کو جمع کرنے پر:—

غزل بہ جہت اجتماعِ مردمِ متفرق کھاج

اے آفتاب! جلوہ دہِ آسمانِ عدل — شاداب ہے تیرے سے اب گلستانِ عدل

بے لکنت دروغ کہے ہے یہ حرف راست — بہتر تیرے سیں کون ہو شاہ جہانِ عدل

جزو وصف تیری ذات کا ہرگز سنے نہ کوئی — گویا بیانِ قال سیں گر ہو زبانِ عدل

واضح رہے کہ بعض مصرع موزوں نہیں معلوم ہوتے۔ اصل کا پوری طرح لحاظ رکھا گیا ہے لیکن کسی اور نسخے کی غیر موجودگی کے باعث مقابلہ نہیں کیا جاسکا۔

[مشکل قدیم الفاظ بہت کم ہیں۔ "سیں" "سے" کی جگہ ہر مقام پر مستعمل ہوا ہے۔ مصرع دوم آخری غزل کے سوا جہاں "سے" ہی اصل میں بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے سوا "تجھ" "تیرے" کے معنی میں اور "تئیں" "تک" کے لئے رائج ہے۔ "گ" پر مرکز اصل میں نہیں ہے لیکن سہولت کے لئے اس مضمون میں لگا دیا گیا ہے اور چار اعراب بھی بڑھا دئے گئے ہیں۔ آسانی کے لئے بعض الفاظ کے نیچے معنے کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہر غزل ایک خاص طرز میں بجائی جاتی تھی جس کے نام بھی اصل میں لکھے ہوئے ملے ان کی تشریح اس لئے ضروری نہیں کہ اس کا وقت فارسی میں بازو ہی موجود ہے]

یہ مختصر کیفیت ہے جو فتح المجاہدین کے مطالعے کے بعد مرتب کی گئی۔